خاندانی منصوبہ بندی

محمد طارق خان

شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی"

ترجمہ: "نکاح میری سنت ہے تو جو میرے طریقے سے انحراف کرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔"(۱)

نکاح ہمارے رسول ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور اسلام میں اسکا ایک اہم مقام ہے۔ نکاح کا جو مقصد قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ نسل انسانی کا فروغ اور نسل انسانی کو جائز طریقے سے پروان چڑھانا ہے۔

آج کے اس جدید دور میں خاندانی منصوبہ بندی کا بول بالا ہے۔ موجودہ خاندانی منصوبہ بندی چونکہ باقاعدہ مہم، تحریک اور سرکاری سطح پر متعارف کروائی جاتی ہے اس لیے اس کے ناجائز ہونے میں کسی کو کوئی شک وشبہ نہیں، البتہ بعض علماء کرام انفرادی طور پر بعض شرعی مجبوریوں کے تحت اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں اس کے جواز اور عدم جواز دونوں پر بحث کرینگے۔ ان شاء اللہ

عدم جواز:

نکاح کرنا حضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ نسلِ انسانی کو فروغ ملے اور جائز طریقے سے نسلِ انسانی پروان چڑھے۔ اسی لیے نکاح پر اجر وثواب رکھا گیا ہے اور اس عورت کو بہتر قرار دیا گیا ہے جس کی اولادِ کثیر ہو

"تزوّجوا الودود الولود فانّی مکاثر بکم الامم (رواہ ابو داؤد و النّسائی)"۔(۲)

لیکن بدقسمتی سے ہم نے آج مغرب کی دیکھا دیکھی دو بچوں کو کافی سمجھ لیا ہے اور منصوبہ بندی پر ملک کا لاکھوں روپیہ ضائع کر رہے ہیں، اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ اگر بچے زیادہ ہوں گے تو

مسائل زیادہ ہوں گے اور ان کی خوراک کا بندوبست کہاں سے کریں گے۔ ایسی سوچ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرامین ذہن میں رکھنے چاہئیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

"وکاین من دآبة لا تحمل رزقها، الله یرزقها و ایاکم، وهو السمیع العلیم" (۳)

ترجمہ: 'اور کتنے ہی زمین میں چلنے والے ایسے ہیں کہ جو اپنی روزی (اپنے ساتھ) نہیں رکھتے ہیں، اللہ ہی ان کو بھی روزی دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔'

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق، نحن نرزقهم وایاکم" (۴)

ترجمہ: ''اور (اے لوگوں!) تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔''

حالانکہ جب ابھی بچہ پیدا بھی نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اس کے رزق کا بندوبست فرما دیتا ہے۔ ماں کے بطن میں ہی جب بچہ چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عالیشان ہے کہ:

"یبعث الله ملکاً فیؤمر باربعِ کلماتٍ و یقاله اکتب عمله ورزقه واجله و شقیّ او سعید ثمّ ینفخ فیه الروح."

ترجمہ: ''اللہ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور اس کو چار باتوں کا حکم دیتا ہے یعنی اس سے کہا جاتا ہے، کہ اس کا عمل، رزق، موت اور شقی ہے یا سعید، یہ چار باتیں لکھ دے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔'' (۵)

جب ہمیں معلوم ہو گیا کہ انسان کی زندگی کے بارے میں سب کچھ پہلے ہی سے لکھ دیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ انسان کو مل کر ہی رہتا ہے تو ہمیں رزق کی فراہمی کے معاملے میں غمزدہ نہیں ہونا چاہئے۔

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی سورۃ الاسراء کی آیت ۳۱ کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت ان معاشی بنیادوں کو قطعاً منہدم کر دیتی ہے جن پر قدیم زمانہ سے

آج تک مختلف ادوار میں ضبطِ ولادت کی تحریک اٹھتی رہی۔ یہ آیت انسان کو متنبہ کرتی ہے کہ رزق رسانی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس خدا کے ہاتھ میں ہے جس نے تجھے زمین میں بسایا ہے جس طرح وہ پہلے آنے والوں کو روزی دیتا رہا ہے بعد میں آنیوالوں کو بھی دے گا، تاریخ کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں کھانیوالوں کی آبادی جتنی بڑھ گئی ہے اتنے ہی بلکہ بارہا اس سے بہت زیادہ معاشی ذرائع وسیع ہوتے چلے گئے۔ لہٰذا خدا کے تخلیقی انتظامات میں انسان کی بے جا دخل اندازیاں حماقت کے سوا کچھ نہیں۔'' (۶)

ایک دوسری جگہ جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں: (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ)

''عزل کے حکم کے متعلق جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اس کا تعلق انفرادی ضروریات اور استثنائی حالات سے تھا ضبطِ ولادت کی کوئی عام دعوت و تحریک ہرگز پیشِ نظر نہ تھی اور ان احادیثِ مبارکہ کو ہرگز خاندانی منصوبہ بندی کی موجودہ تحریک کے حق میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔'' (۷)

مفتی شفیع عثمانی لکھتے ہیں:

'' قرآن کریم کے اس ارشاد سے اس معاملے میں بھی روشنی پڑتی ہے جس میں آج کی دنیا گرفتار ہے۔ کثرتِ آبادی کے خوف سے ضبطِ تولید اور منصوبہ بندی کو رواج دے رہی ہے، اس کی بنیاد بھی اس جاہلانہ فلسفہ پر ہے کہ رزق کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھ لیا گیا ہے، یہ معاملہ قتلِ اولاد کے برابر گناہ نہ سہی مگر اس کے مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔'' (۸)

وہ صورتیں جن میں خاندانی منصوبہ بندی ناجائز ہے:

۱۔ خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعے جبراً تمام مسلمانوں پر لاگو کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (۹)

۲۔ تنگیِ رزق (خشیۃ املاق) کے خوف کی وجہ سے ضبطِ تولید کرنا۔

۳۔ کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کے لیے ضبطِ تولید کرے۔ (۱۰)

۴۔ صرف منصوبہ بندی کے لیے بغیر کسی شرعی عذر کے عورت یا مرد کو بانجھ کرنا جائز نہیں۔(۱۱)

مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ منصوبہ بندی کے جواز کے لیے مہم جوئی کرنا خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔

جواز:

"عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نعزل والقراٰن ینزل زاد اسحاق قال سفیان لو کان شیئاً ینھیٰ عنہ لنھانا عنہ القراٰن."

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ہم عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا رہتا تھا۔اسحاق نے اتنا زائد کیا کہ سفیان نے کہا: اگر عزل برا کام اور ممنوع تو قرآن ہم کو اس سے روک دیتا۔"(۱۲)

عزل کی تعریف:

"عزل کا مطلب یہ ہے کہ مباشرت کے دوران بوقتِ انزال مرد کا اپنا مادۂ منویہ کو زوجہ کی شرمگاہ سے باہر ڈالنا۔"(۱۳)

ضبطِ تولید کی شرعی بنیاد عزل ہے:

مصری علماء نے لکھا ہے کہ منع حمل یا نسل کم کرنے کے بارے میں قرآن میں کوئی تصریح نہیں، البتہ احادیث میں بظاہر اس کی ممنعت معلوم ہوتی ہے۔ امام غزالی شافعیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ عزل کی اباحت یا کراہت کے بارے میں چار مذہب ہیں۔ بعض علماء نے عزل کو مطلقاً مباح قرار دیا ہے، بعض نے مطلقاً مکروہِ تحریمی قرار دیا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عزل مباح ہے۔ عزل کے پانچ اسباب ہیں (جن کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ)۔ حنفی و مالکی علماء نے بھی حمل سے بچنے کے لیے عزل کو جائز کہا ہے، فقہ جعفریہ میں بھی اس کی اباحت ہے۔

بنابریں خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی بنیاد عزل ہے اور یہ کتاب وسنت کی صراحت کے خلاف نہیں ہے۔(۱۴)

☆ الحکم یتبع المصلحۃ الراجحۃ ☆ حکم مصلحتِ راجحہ کے تابع ہوا کرتا ہے ☆

قرآن میں جو رزق کی تنگی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت کی گئی ہے(سورۃ الاسراء، پارہ ۱۵، آیت ۳۱) اس کے تحت علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

''موجودہ دور میں ضبطِ تولید اور خاندانی منصوبہ بندی کے جو طریقے رائج ہیں ان میں سے کوئی طریقہ بھی قتلِ ولد کی تعریف میں نہیں آتا، کیونکہ ولد تو نطفہ کے استقرار کے نو ماہ بعد وجود میں آتا ہے اور ضبطِ تولید کا عمل استقرار نطفہ کے وقت کیا جاتا ہے، جب ولد کا کسی قسم کا وجود نہیں ہوتا، پس جب ولد ہی نہیں تو قتلِ ولد کا تحقق کیسے ہوگا!'' (۱۵)

اور پیدا ہونے سے قبل ہی انسان کے مقدر میں اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔(۱۶) تو پھر ہمیں رزق کی فراہمی پر غمزدہ نہیں ہونا چاہئے۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہر بچے کو اس کا پورا حق دینا چاہیئے اور اس کو پورے دو سال دودھ پلانا چاہئے کیونکہ ماں کا دودھ پینے والے بچے نفسیاتی اور جسمانی اعتبار سے طاقتور ہوتے ہیں۔جدید تحقیقات کے مطابق ماں کی چھاتی سے دودھ پینے والے بچے ۱۰ فیصد کم اسپتال میں لائے جاتے ہیں۔ ماں کا دودھ پینے والے بچے عام بچوں کی بنسبت زیادہ ذہین ہوتے ہیں اور موذی امراض سے محفوظ رہتے ہیں اور ان بچوں کو سرطان کم ہوتا ہے۔

جبکہ جن بچوں نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا ہوتا وہ اکثر خاموش اور سہمے سہمے رہتے ہیں کیونکہ ماں کے دودھ میں کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو کہ گائے اور بھینس کے دودھ میں موجود نہیں ہوتے اور اپنے بچوں کو دودھ پلانے والی عورت بھی سرطان (کینسر) سے محفوظ رہتی ہے۔

اس لیے بچے کو اس کا پوراحقِ رضاعت دیا جائے تو کم از کم چھ ماہ مدتِ حمل اور دو سال مدتِ رضاعت، یہ کُل اڑھائی سال بنتے ہیں اور تقریباً دو بچوں کے درمیان شریعت نے اڑھائی سال کا وقفہ عطا کیا ہے اور اس وقفے کے دوران عورت کی صحت بھی بحال ہو جاتی ہے اور قدر وقفہ تو شرعی اعتبار سے جائز ہے۔(۱۷)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''روح پڑنے سے پہلے حمل گرا دینے میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اختلاف ہوا ہے کہ جان پڑنے سے پہلے حمل گرانا جائز ہے یا

ناجائز؟ بعض فرماتے تھے کہ عذرِ شرعی کی وجہ سے گرا دینا جائز ہے، مثلاً ولادت کی تکلیف کا تحمل اگر نہ ہو، یا عیال کی کثرت ہو، یا تنگدستی اور مسافرت سے دو چار ہے وغیرہ۔ لیکن بعض صحابۂ کرام احتیاط کے پیشِ نظر اس کے جواز کے قائل نہ تھے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائز ہے عزل پر قیاس کرتے ہوئے۔ اور عزل کا جواز روایاتِ صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے، لا شبہۃ فیہٗ اسی طرح مانع حمل دوائیں استعمال کرنا، حمل سے پہلے یا بعد، عزل کی طرح جائز ہے۔" (۱۸)

وہ صورتیں جن میں خاندانی منصوبہ بندی جائز ہے:

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

جن صورتوں میں مخصوص حالات کے تحت انفرادی طور پر منصوبہ بندی جائز ہے وہ حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ اگر سلسلۂ تولید قائم رکھنے سے عورت کے شدید بیمار ہونے کا خدشہ ہو تو ضبطِ تولید جائز ہے۔

۲۔ اگر مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفے سے پیدائش کے لیے ضبطِ تولید جائز ہے۔

۳۔ بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے، بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرے سے بچانے کے لیے یہ عمل جائز ہے۔

۴۔ جب مزید آپریشنز کی گنجائش نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے، جس سے سلسلۂ تولید بند ہو جائے۔

۵۔ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرے میں پڑ جائے گی تب بھی سلسلۂ تولید بند کرنا واجب ہے۔

۶۔ اگر کوئی شخص عورت سے محبت کی وجہ سے اس کو ایامِ حمل، دردِزہ اور زچگی کی تکالیف سے بچانا چاہتا ہے تو جائز ہے۔ (۱۹)

شیخ الازہر شیخ حسن مامون فرماتے ہیں:

''میری رائے میں جب خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس ہوتو اس پر عمل کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں۔ بشرطیکہ لوگ اس کو اپنی مرضی سے اختیار کریں اور اس میں کسی قسم کا کوئی دباؤ نہ ہو بلکہ لوگوں کے اپنے حالات کی روشنی میں ہو اور اس خاندانی منصوبہ بندی کا ذریعہ بھی جائز ہو۔''(۲۰)

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

''اگر اولاد کی صحت کا مسئلہ ہو کہ بچہ صحتمند اور توانا نہیں ہوگا اور مستقل بیمار رہے گا ایسی صورت میں منصوبہ بندی جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے حالات ابتر ہوں اور وہ یقین کی حد تک محسوس کرے کہ میرے وسائل اس قدر نہیں اور اتنی اولاد ہوئی تو ان کی کفالت حرام طریقے سے کرے گا، ایسی صورت میں منصوبہ بندی جائز ہے۔ بہت سے ائمہ کا فتویٰ ہے کہ اگر خطرہ ہو کہ کثیر اولاد کو حلال رزق کھلانا ممکن نہیں تو منصوبہ بندی جائز ہے۔''(۲۱)

حرفِ آخر:

''حاصل کلام بحث یہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کا جواز یا عدم جواز انسان کی نیت اور حالات کے موقع و محل پر منحصر ہے۔ بعض علمائے کرام اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض اس کے عدم جواز کے، اور دونوں جانب کے علمائے کرام کے دلائل ہم نے ذکر کردیے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عالیشان ہے: الدین یسرٌ (دین آسان ہے) اسی لیے حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہمیں جس طریقہ میں سہولت ہو وہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ زندگی میں مشکلات کا سامنا نہ ہو اور زندگی کی گاڑی چلتی رہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کو حکومتی سطح پر متعارف کروانے اور اس کے لیے مہم جوئی کرنا یا کوئی تحریک چلانا، اس معاملے میں دونوں جانب کے علمائے کرام متفق ہیں کہ ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ انفرادی طور پر اگر کوئی شخص خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا چاہے تو شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے اس پر عمل کرسکتا ہے۔''

☆ الضرر لا یزال بالضرر ☆ نقصان کا ازالہ نقصان سے نہیں کیا جائے گا ☆

حوالہ جات

۱۔ نسائی ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، السنن، کتاب النکاح، ج:۲،ص:۳۵۶، (مترجم: دوست محمد شاکر مولانا، عبدالستار قادری مولانا)، فرید بک اسٹال لاہور، دسمبر ۲۰۰۰ء

۲۔ الخطیب ولی الدین، مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، ج:۲،ص:۱۷، (مترجم: عبدالحکیم اختر علامہ)، فرید بک اسٹال لاہور، فروری ۱۹۹۹ء

۳۔ سورۃ العنکبوت، آیت نمبر: ۶۰

۴۔ سورۃ الاسراء، آیت نمبر: ۳۱

۵۔ بخاری محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، کتاب بدء الخلق، ج:۲،ص:۲۲۶، (مترجم: عبدالحکیم اختر علامہ)، فرید بک اسٹال لاہور، ۲۰۰۰ء

۶۔ مودودی سیّد ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج:۲،ص:۶۱۳، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۸۲ء

۷۔ محمد علی علامہ، شرح مؤطا امام محمد، کتاب النکاح، ج:۲،ص:۱۱۱، فرید بک اسٹال لاہور، اگست ۲۰۰۵ء

۸۔ محمد شفیع عثمانی مفتی، معارف القرآن، ج:۵،ص:۴۶۳، ادارۃ المعارف کراچی، جنوری ۲۰۰۵ء

۹۔ نذیر احمد سیفی حافظ، شبِ زفاف اور اس کے تقاضے، ص:۱۴۸، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، اگست ۲۰۰۴ء

۱۰۔ غلام رسول سعیدی علامہ، شرح صحیح مسلم، کتاب النکاح، ج:۳،ص:۸۸۷، فریدی بک اسٹال لاہور، فروری ۲۰۰۱ء

۱۱۔ نذیر احمد سیفی حافظ، شبِ زفاف اور اس کے تقاضے، ص:۱۴۸، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، اگست ۲۰۰۴ء

۱۲۔ قشیری مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، ج:۲،ص:۲۳۴، ۲۳۵، (مترجم: غلام رسول سعیدی علامہ) فریدی بک اسٹال لاہور، اگست ۲۰۰۶ء

۱۳۔ نذیر احمد سیفی حافظ، شبِ زفاف اور اس کے تقاضے، ص:۱۴۴، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، اگست ۲۰۰۴ء

۱۴۔ غلام رسول سعیدی علامہ، شرح صحیح مسلم، کتاب النکاح، ج:۳،ص:۸۸۴، فریدی بک اسٹال لاہور، فروری ۲۰۰۱ء

۱۵۔ مندرجہ بالا حوالہ، ص:۸۷۹

۱۶۔ دیکھئے حوالہ نمبر:۵

۱۷۔ نذیر احمد سیفی حافظ، شبِ زفاف اور اس کے تقاضے، ص:۱۴۳، ۱۴۴، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، اگست ۲۰۰۴ء

۱۸۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی محدث، تفسیرِ عزیزی، سورۃ التکویر، پارہ عم، ص:۱۷۲، ۱۷۳، (مترجم: محمد علی چاند پوری مولانا)، ادارۂ اسلامیات لاہور وکراچی، نومبر ۲۰۰۲ء

۱۹۔ غلام رسول سعیدی علامہ، شرح صحیح مسلم، کتاب النکاح، ج:۳،ص:۸۸۷، ۸۸۸، فریدی بک اسٹال لاہور، اگست ۲۰۰۶ء

۲۰۔ نذیر احمد سیفی حافظ، شبِ زفاف اور اس کے تقاضے، ص:۱۴۶، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، اگست ۲۰۰۴ء

۲۱۔ طاہر القادری پروفیسر، عصرِ حاضر کے جدید مسائل، ص:۵۴، ۵۵، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور

☆ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام ☆ جب حلال وحرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہوگا ☆